حضرت امام موسی کاظم علیه السلام

<"xml encoding="UTF-8?>

تحریر :مصطفی علی فخری

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ، رسول مقبول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتویں جانشین اور ہمارے ساتویں امام ہیں ۔سلسلہ عصمت کی نویں کڑی ہیں.

آپ کے والد گرامی حضرت امام جعفر صادق علیه السلام اور مادر گرامی حضرت بی بی حمیده خاتون هیں جو مکتب جعفری کے تربیت یافته هونے کے ناطے طهارت باطنی اور پاکیزگی روح کے اعلا درجات تک پهنچ گئی تهیں که امام جعفر صادق علیه السلام نے ان کے بارے میں فرمایا : «حمیدة مصفاة من الادناس کسبیکة الذهب ما زالت الاملاک تحرسها حتی ادیت الی کرامة من الله لی والحجة من بعدی » . [1]

حمیده خالص سونے کی مانند آلودگیوں سے پاک هیں مجھ تک پهنچنے تک فرشتے همیشه ان کی حفاظت کرتے تهے یه الله کی کرم هے مجھ پر اور میرے بعد والی حجت پر .

امام محمد باقر علیه السلام جناب حمیده خاتون کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: آپ دنیا میں حمیده اور آخرت میں محموده ہیں ۔

ولادت با سعادت :

ابوبصیر کهتا هے که هم حضرت امام صادق علیه السلام کے ساتھ حج په جا رهے تهے جب ابواء کے مقام پر پهنچے تو آپ نے همارے لئے ناشتے کا اهتمام کیا هم ناشته کرنے میں مصروف تهے اتنے میں حضرت امام صادق علیه السلام کی زوجه کی طرف سے ایک شخص خبر لے کرآیا که ان کی حالت خراب هو گئی هے اور درد زه شروع هو چکا هے چونکه آپ نے فرمایا تها جلدی اس بارے میں خبر دوں اس لئے حاضر هوا هوں.آپ علیه السلام اسی وقت کهڑے هو گئے اور اس شخص کے ساتھ زوجه کے پاس چلے گئے تهوڑی دیر بعد واپس آگئے آپ کو شاد مان دیکھ کر هم نے مبارکباد کها اور زوجه کی صحت کے بارے میں پوچها تو فرمایا : الله تعالی نے حمیده کو سلامتی عطا کی هے اور مجهے ایک بیٹا دیا هے جو مخلوقات میں سب سے بهتر هے میری زوجه نے اس بچه کے بارے میں ایک مطلب مجهے بیان کیا اور گمان کررهی تهی که مجهے معلوم نهیں هے لیکن میں اس بارے میں ان سے زیاده جانتا هوں.

میں (ابو بصیر) نے اس مطلب کے بارے میں پوچها تو فرمایا :" حمیده کهه رهی تهی که جب یه بچه پیدا هوا تو هاتهوں کو زمین پر رکها اور سر آسمان کی طرف بلند کیا " تو میں نے حمیده سے کها یه رسول خدا (ص) اور آپ کے بعد والے وصی کی نشانی هے .[2]

اس طرح حضرت ابو الحسن موسی کاظم علیه السلام هفتم صفر المظفر سنه 128ھ (بمطابق ۱۰نومبر ۷۴۵ء) بروز هفته سر زمین ابواء (مکه اور مدینه کے درمیان) میں پیدا هوئے .[3] ولادت کے فوراً بعد ہی آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ٹیك کر آسمان کی طرف رخ کرکے کلمہ شہادتین زبان پر جاری فرمایا۔ یہ عمل آپ نے بالکل اسی طرح انجام دیا جس طرح آپ (ع) کے جد بزرگوار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انجام دیا تھا۔آپ کے داہنے بازو پر یہ کلمہ ” تمت کلمۃ ربك صدقا وعدلا “ لکھا ہوا تھا۔

حضرت امام موسی بن جعفر علیه السلام کے القاب :

آپ کا نام موسی کنیت :ابو الحسن اول، ابو الحسن ماضی، ابو ابراهیم، ابو علی، ابو اسماعیل اورآپ کے القاب :کاظم، عبدصالح، نفس زکیه، زین المجتهدین، وفی، صابر، امین اور زاهر هے. ابن شهرآشوب کهتے هیں :چونکه آپ اخلاق کریمه کے ساتھ چمک گئے اس لئے «زاهر» اور چونکه غصوں کو پی لیتے تھے اس لئے «کاظم » مشهور هو گئے .[4]

ولادت سے امامت تک :

حضرت امام موسی کاظم علیه السلام اپنے اجداد طاهرین کے مانند ولادت کے وقت سے هی خاندان اهلبیت (علیهم السلام) میں ایک خورشید تابنده کی طرح چمک رهے تھےدوران بچگی سے هی آثار امامت آپ میں نمایاں تھیں حضرت امام جعفر صادق علیه السلام نے آپ کی ولادت کے بعد شیعوں کو حضرت امام موسی کاظم علیه السلام کی امامت کے متعلق آگاه فرمایا اور اس طرح فرمایا : «فعلقوا بابنی هذا المولود... فهو والله صاحبکم من بعدی ».میرے اس فرزند کے ساتھ لٹک جاو ...اللّٰہ کی قسم یه میرے بعد تمهارے صاحب (امام)هیں. [5]

یعقوب بن سراج کهتا هے که "- ایک مرتبه -میں حضرت امام جعفر صادق علیه السلام کے پاس گیا تو دیکھا که آپ اپنے فرزند موسی کے گهوارے کے پاس کهڑے هیں اور آپ کا فرزند گهواره میں هے امام علیه السلام نے تهوڑی دیر ان کے ساتھ راز وگفتگوکی اور گفتگو تمام هونے کے بعد میں قریب گیا تو مجھ سے فرمایا : اپنے مولا کے پاس جا کر سلام کرو . میں نےگهواره کے نزدیک جا کر سلام کیا تو موسی بن جعفر علیه السلام نے جبکه گهوارے میں تھا اچھےانداز میں میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا " جا کر اپنی بیٹی کیلئے کل جو نام (حمیرا)انتخاب کیا هےتبدیل کرو پھر میرے پاس آجاؤ چونکه اللّٰہ تعالی ایسا نام پسند نهیں کرتا "تو میں جاکر ان کا نام تبدیل کر دیا .[6]

حضرت امام موسی کاظم اهلسنت علماء کی نظر میں:

إبن حجر الهیتمی، الصواعق المحرقة میں کہتا ھے: امام موسی کاظم علیہ السلام اپنے زمانے کے لوگوں میں بہت بڑے عابد تھے [7] أبو الفرج کہتا ھے : ان کی عبادت ان کی کوشش ان کی محنت کی وجہ سے ان کو (عبد صالح) کہا جاتا تھا ۔ [8]
ذهبی لکھتا ہے : « قد كان موسى من أجواد الحكماء و من العباد الأتقياء» (حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سخاوت مند حکماء اور خدا کے پرہیزگار بندوں میں سے تھے) ۔ [9] تاریخ یعقوبی میں آیا ہے :« کان

موسی بن جعفر من اشد الناس عبادة »

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام اپنے زمانے کے عابد ترین شخص تھے ۔[10]
جمال الدین محمد بن طلحہ شافعی (مطالب السوال) کتاب میں اس طرح لکھتے ہیں : ان کی عبادت مشہور اور خدا کی اطاعت و عبادت میں محتاط اور ملازم تھے ۔ شب کو سجدے میں اور صبح کو قیام کی صورت مین گزارتے تھے روز کو صدقہ اور روزے سے تمام کرتے تھے ۔ [11]
شفیق بلخی کہتا ہے : سنہ ۱۴۹ ھ قمری میں حج کے انجام کے لئے نکلا اور قادسیہ پہنچا وہاں میں نے بہت بڑی جمعیت کو دیکھا جو حج انجام دینے کے لئے جانے کو آمادہ تھے جس میں ایک خوبصورت گندمی رنگ کے جوان کو دیکھا جو کمزور تھا اپنے لباس کے اوپر پشمی لباس پہنے ہوئے تھا اور اپنے پاؤں میں نعلین پہنے کنارے بیٹھا ہوا تھا میں نے اپنے آپ سے کہا یہ جوان صوفیوں میں سے ہے وہ چاہتا ھے کہ لوگ راستہ بھر اس کو اپنے سر پر بٹھاۓ رہیں ۔
اس کے نزدیک گیا جیسے ہی اس کی نگاہ مجھ پر پڑی انھوں نے فرمایا کہ «شقیق! اجْتَنِبُوا کَثِیراً مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ» مجھ کو وہیں پر چھوڑ دیا اور اپنے راستے پر چلنے لگے ، اپنے راستے ہو لئے میں نے اپنے آپ سے کہا یہ بہت بڑی بات ہے اتنا بڑا کام انجام دیا وہ میرے دل کے اندر کی خبر دے رہا ہے اور میرا نام بھی جانتا ہے یہ بہت ہی نیک اور صالح ، خدا کا بندہ ہے میں خود اس کے پاس پہنچوں گا اور اس سے عذر خواھی کروں گا جتنی بھی جلدی کر سکا کہ ان تک پہنچ جاؤں مگر نہیں پہنچ سکا وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے تھے ۔ جب میں واقصہ پہنچا تو دیکھا وہ نماز پڑھنے میں مشغول ہیں ان کے جسم کے تمام اعضاء و جوارح لرز رہے تھے اور آنکھوں سے اشک جاری تھا ۔ میں نے خود سے کہا یہ وہی شخص ہے میں جاتا ہوں اور ان سے معافی مانگتا ہوں ۔ میں کھڑا رہا تاکہ ان کی نماز تمام ہو جائے میں ان کی طرف گیا ۔ جیسے ہی انھوں نے مجھے دیکھا فرمانے لگے شفیق ! اس آیت کو پڑھو: وَ إِنِّی لَغَفَّارٌ لِمَنْ تابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صالِحاً ثُمَّ اهْتَدی» پھر مجھے چھوڑ کر وہ اپنے راستے ہو لئے ۔
میں نے اپنے آپ سے کہا یہ جوان کوئی بہت بزرگ اور صوفی ہے ۔ یہ دوسری مرتبہ ہے کہ اس نے میرے دل کے اندر کی خبر دی ہے ۔ جب منزل زبالہ پہنچے ، تو دیکھا کہ کنواں کے کنارے ہاتھ میں کوزہ لئے کھڑے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ کنویں سے پانی نکالیں ۔ کوزہ ہاتھ سے چھوٹ کر کنویں میں گر جاتا ہے وہ حضرت آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہتے ہیں :
انت ربی اذا ظمئت الی الماء و قوتی اذا اردت الطعاما انت
خدایا اس کوزے کے علاوہ میرے پاس کوزہ نہیں ہے اس کو میرے پاس واپس کر دے ۔
اس وقت میں نے دیکھا کنویں کا پانی اوپر آیا ہاتھ بڑھا کر کوزے کو پانی سے بھر کر باھر نکالا ۔ وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی ۔ اس کے بعد ریت کے ٹیلے کے پیچھے گئے ، اور اس ریت کو ہاتھوں سے کوزے میں ڈالا اور کوزے کو ہلا کر پی جاتے تھے ۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام عرض کی انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا ۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کی خدا نے جو آپ کو زیادہ غذا عنایت کی ہے مجھ کو بھی اس سے مستفید فرمائیں ۔ انھوں نے فرمایا : شفیق مسلسل خدا کے ظاھری و باطنی نعمتیں ہمارے شامل حال ہیں ۔ خدا کے لئے حسن ظن رکھو کوزے میری طرف بڑھایا میں نے کوزے کاپانی پیا دیکھا اس میں خوشبو دار میٹھا شربت ہے ۔
خدا کی قسم میں نے کبھی اس سے لذیذ اور خوشبوتر نہیں کھایا تھا اور نہ پیا تھا ۔ سیر بھی ہو گیا اور پیاس بھی ختم ہو گئی ۔ یہاں تک کہ کچھ روز تک بھوک ہی نہیں لگی اور نہ پانی پینے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اس

کے بعد ان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گیا ۔ اتفاق سے ایک رات میں نے ان کو دیکھا آدھی رات ہے اور وہ نماز پڑھنے میں مشغول ہیں ۔ اور تمام خشوع و خضوع کے ساتھ آنکھوں سے آنسو جاری ہے ۔ اس طرح وہ صبح تک تھے ۔ یہاں تک کہ اذان صبح ہوئی ، اور نماز کے لئے بیٹھے اور تسبیح خدا کرنی شروع کر دی اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھے اور نماز صبح پڑھی ۔ سات مرتبہ خانہ خدا کا طواف کیا اور مسجد حرام کی طرف سے باھر چلے گئے ۔ میں ان کے آگے بڑھا ۔ تو دیکھا کہ ضرورت مند اور محتاج ان کے پاس حلقہ کئے ہوئے جمع ہیں ۔ اور بہت سارے غلام ان کی خدمت میں تیار ہیں ۔ اور ان کے حکم کے منتظر ہیں ۔ ان تمام چیزوں کو اس کے خلاف دیکھ رہا ہوں جو پہلے دیکھ چکا تھا ۔ نزدیک اور دور سے لوگ پہنچ کر ان کو سلام کر رہے ہیں ۔ ایک آدمی جو ان سے بہت قریب تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں اس نے کہا : یہ موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہیں ۔ تب میں نے کہا : تب تو اس طرح کے تعجب اور حیرت انگیز کام ان بزرگوار سے ہی ہونگے ۔ [12]

حضرت امام کاظم علیہ السلام کےھمعصر خلفاء:

آپ کا دورِ امامت چار ظالم عباسي خلفاءکے ساتھ رہا يعني (منصور، مہدي، ہادي او رہارون الرشيد)۔

1- منصوردوانیقی (١٣٦/ ١٥٨ ھ):

148ھ میں امام جعفر صادق علیہ السّلام کی شہادت ھوئی اس وقت سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام بذاتِ خود فرائض امامت کے ذمہ دار ھوئے اس وقت سلطنت عباسیہ کے تخت پر منصور دوانقی بیٹھا تھا. یہ وھی ظالم بادشاہ تھا جس کے ھاتھوں لاتعداد سادات مظالم کا نشانہ بن چکے تھے اور تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے یا دیواروں میں چنوا دیئے یاقید رکھے گئے تھے . خود امام جعفر صادق علیہ السّلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی جاچکی تھیں اور مختلف صورتوں سے تکلیفیں پھنچائی گئی تھیں یھاں تک کہ منصور ھی کا بھیجا ھوا زھر تھا جس سے اب آپ دنیا سے رخصت ھورھے تھے اس کے بعد دس برس تک منصور زندہ رھا لیکن امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے کوئی تعرض نھیں کیا اور آپ مذھبی فرائض امامت کی انجام دھی میں امن وسکون کے ساتھ مصروف رھے . یہ بھی تھا کہ اس زمانے میں منصور شھر بغداد کی تعمیر میں مصروف تھا جس سے 157ھ میں یعنی اپنی موت سے صرف ایک سال پھلے اسے فراغت ھوئی . اس لئے وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے متعلق کسی ایذا رسانی کی طرف متوجہ نھیں ھوا .

2- مہدي عباسی(١٥٨/ ١٥٩):

158ھ کے آخر میں منصور دوانقی دنیا سے رخصت ھوا تو اس کا بیٹا مھدی تخت سلطنت پر بیٹھا شروع میں تو اس نے بھی امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی عزت واحترام کے خلاف کوئی برتاؤ نھیں کیا مگر چند سال کے بعد پھر وھی بنی فاطمہ کی مخالفت کاجذبہ ابھرا اور 164ھ میں جب وہ حج کے نام پر حجاز کی طرف آیاتو امام موسی کاظم علیہ السّلام کو اپنے ساتھ مکہ سے بغدادلے گیا اور قید کردیا. ایک سال تک حضرت اس کی قید میں رھے . پھر اس کو اپنی غلطی کا احساس ھوا اور حضرت کو مدینہ کی طرف واپسی کاموقع دیا گیا .
مہدي نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اعلان کيا کہ حکومت پر جس کسي کا کوئي حق ہو وہ اپنا حق لے سکتا ہے۔ اس نے بظاہر لوگوں کے حقوق ادا کرنا شروع کر ديئے۔ امام موسيٰ کاظم نے بھي اپنے حق کا مطالبہ کيا۔ اس

موقع پر خليفہ مہدي عباسي اور امام کے درميان يہ مکالمہ ہوا:

خليفہ: آپ کا حق کيا ہے؟

امام: فدک۔

خليفہ: فدک کي حدود معين کرديں تاکہ ميں آپ کو واپس کر دوں۔

امام: اس کي پہلي حد کوہِ احد، دوسري حد مصر کا عريش، تيسري حد سيف البحر (دريائے خزر) اور چوتھي حد دومۃ الجندل (عراق) ہے۔

خليفہ: يہ سب؟!

امام: ہاں۔

خليفہ کا چہرہ غيظ و غضب سے سرخ ہوگيا اور وہ چلايا: يہ بہت زيادہ ہے۔ ہميں سوچنا پڑے گا۔

امام موسيٰ کاظم عليہ السلام نے دراصل اسے يہ سمجھا ديا کہ حکومت امام کا حق ہے اور دنيائے اسلام کي حکومت کي باگ ڈور اہلبيت عليہم السلام کے ہاتھ ميں ہوني چاہئے۔

ایک مرتبہ مہدی جو اپنے زمانے کا حاکم تھا مدینہ آیا اور امام مو سیٰ کاظم سے مسئلۂ تحریم شراب پر بحث کرنے لگا وہ اپنے ذہنِ ناقص میں خیال کرتا تھا کہ معاذاللہ اس طرح امام کی رسوائی کی جائے لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ وارث باب مدینتہ العلم ہیں چنانچہ امام سے سوال کرتا ہے کہ آپ حرمتِ شراب کی قران سے دلیل دیجیۓ امام نے فرمایا ”خداوند سورۂ اعراف میں فرماتا ہے اے حبیب !کہہ دو کہ میرے خدا نے کارِ بد چہ ظاہر چہ مخفی و اثم و ستم بنا حق حرام قرار دیا ہے اور یہا ں اثم سے مراد شراب ہے “ امام یہ کہہ کر خاموش نہیں ہوتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں خدا وند نیز سورۂ بقرہ میں فرماتا ہے اے میرے حبیب !لوگ تم سے شراب اور قمار کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ یہ دونوں بہت عظیم گناہ ہے اسی وجہ سے شراب قرآن میں صریحاً حرام قرار دی گئی ہے مہدی، امام کے اس عالما نہ جواب سے بہت متأثر ہوا اور بے اختیارکہنے لگا ایسا عالمانہ جواب سوائے خانوادۂ عصمت و طہارت کے کوئی نہیں دے سکتا.

3- ھادی (۱۵۹ /۱۷۰):

مہدی کے بعد اس کابھائی ھادی192ھ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور صرف ایک سال ایک مھینے تک اُس نے حکومت کی . اس کے بعد ھارون رشید کازمانہ آیا جس میں پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کو آزادی کے ساتھ سانس لینا نصیب نھیں ھوا

4- ھارون رشید (۱۷۰ / ۱۹۳):

ھارون رشید (پانچواں عباسی خلیفہ) کی اھل بیت اطھار کے ساتھ شدید دشمنی ناقابل انکار تھی، اولاد فاطمہ زھراء(س) اور ذریات علی(ع) پر مظالم ڈھانے میں کوئی کمی نہ کی،وہ چونکہ عباسی حاکموں میں سے زیادہ جنایت کار اور ظالم تھا،لوگوں کا امام موسی کاظم (ع) کے نسبت احترام اور امام کا معنوی مقام دیکھنا برداشت نہیں ہوتا اور اس سے بہت پریشان رہتا تھا،

دلوں پر حکومت:

ايک دن خانہ کعبہ کے نزديک ہارون الرشيد نے امام کاظم سے ملاقات کي اور دورانِ گفتگو امام سے کہا: ”کيا آپ ہي وہ ہيں جن سے لوگ خفيہ طور پر بيعت کرتے ہيں اور آپ کو اپنا رہبر قرار ديتے ہيں؟“

امام نے کمالِ شجاعت سے فرمایا: انا امام القلوب و انت امام الجسوم۔ میں دلوں پر حکومت کرتا ہوں اور تم جسموں پر۔

ایک مرتبہ امام کاظم ہارون کے محل میں تشریف لے گئے۔ ہارون نے پوچھا: یہ دنیا کیا ہے؟

فرمایا: یہ فاسقوں کا ٹھکانہ ہے۔ اس کے بعد سورہ اعراف کي آیت ١٤٦ کي تلاوت کر کے ہارون کو خبردار کیا کہ: ساصرِف عن اٰیاتي الذین یتکبرون في الارض بغیر الحق و ان یروا کل اٰیۃ لا یومنوا بھا و ان یروا سبیل الرشد لایتخذوہ سبیلا و ان یروا سبیل الغيّ یتخذوہ سبیلاً۔ ترجمہ : میں عنقریب اپني آیتوں کي طرف سے ان لوگوں کو پھیردوں گا جو روئے زمین میں ناحق اکڑتے پھرتے ہیں اور یہ کسي بھي نشاني کو دیکھ لیں ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ان کا حال یہ ہے کہ ہدایت کا راستہ دیکھیں گے تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں گے اور گمراہي کا راستہ دیکھیں گے تو اسے فوراً اختیار کر لیں گے۔

ہارون نے پوچھا: دنیا کس کا گھر ہے؟

فرمایا: دنیا ہمارے شیعوں کے لئے جائے سکون اور دوسروں کے لئے آزمائش ہے۔

اس گفتگو کے آخر میں ہارون نے تنگ آکر پوچھا: کیا ہم کافر ہیں؟

امام نے فرمایا: نہیں، لیکن ایسے ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے: الذین بدلوا نعمت اللّٰہ کفراً و احلُّوا دار البوار۔ ترجمہ : کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کي نعمت کو کفرانِ نعمت سے تبدیل کر دیا اور اپني قوم کو ہلاکت کي منزل تک پہنچا دیا۔

امام موسی کاظم علیہ السلام فرزند رسول اللہ :

ہارون الرشید ایک مرتبہ مدینہ آیا اور ایک بڑي تعداد میں لوگوں کے ساتھ حرمِ نبوي میں پہنچا۔ اس نے قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر بڑے فخر کے ساتھ اس طرح سے سلام کیا: السلام علیک یابن عمّ۔ (یعني اے میرے چچا کے بیٹے آپ پر سلام ہو)۔ اس موقع پر امام کاظم بھي وہاں موجود تھے، آپؑ نزدیک تشریف لائے اور غاصب خلیفہ کو اس کي اوقات یاد دلانے کے لئے اس طرح سے سلام کیا: السلام علیک یا رسول اللّٰہ، السلام علیک یا آبہ۔ (یعني سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول! سلام ہو آپ پر اے بابا)۔ ہارون یہ سن کر سخت ناراض ہوا اور دنیا اس کي نظروں میں تاریک ہوگئي، کیونکہ امام نے اس طرح سے جانشیني رسول کے لئے اپنے حق کو اور ہارون رشید کي نالائقي کو ثابت کردیا تھا۔

دربار ھارون میں امام کا نفوذ:

علی بن یقطین ھارون الرشید کا وزیر ھے یہ مملکت کا دوسرا ستون ھے۔ لیکن شیعہ ھے۔ تقیہ کی حالت میں زندگی بسر کررھا ھے۔ ظاھر میں ھارون کا کارندہ ھے لیکن پس پردہ امام امام موسی علیہ السلام کے پاك و پاکیزہ اھداف کی ترجمانی کرتا ھے ۔ دو تین مرتبہ علی بن یقطین کے خلاف خلیفہ کو رپوٹ پیش کی گئی لیکن امام علیہ السلام نے اسے قبل از وقت بتا دیا اور اس کو ھو شیار رھنے کی تلقین کی جس کی وجہ سے علی بن یقطین حاکم وقت کے شر سے محفوظ رھا۔ ھارون کی حکومت میں ایسے افراد بھی موجود تھے جو امام علیہ السلام کے بیحد عقیدت مند تھے۔ لیکن حالات کی وجہ سے امام علیہ السلام سے رابطہ نہیں رکھ سکتے تھے ۔

اھواز کا رھنے والا ایك ایرانی شیعہ کھتا ھے کہ حکومت وقت نے مجھ پر بہت زیادہ ٹیکس عائد کر دیا تھا۔ ادائیگی کی صورت ھی میں مجھے چھٹکارا مل سکتا تھا۔ اتفاق سے انھیں دنوں میں ا ھواز کا گورنر معزول ھو

گیا۔ نیا گورنر آیا مجھے خوف تھا کہ اس نے آتے ھی مجھ سے ٹیکس کا مطالبہ کرنا ھے ۔ میری فائل کھل گئی تو میرا کیا بنے گا؟ لیکن میرے بعض دوستوں نے مجھ سے کہا کہ گھبراؤ نہیں نیا گورنر اندر سے شیعہ ھے اور تم بھی شیعہ ھو ۔ ان کی باتوں کو سن کر مجھے قدرے دلی سکون ھوا۔ لیکن مجھ میں گورنر کے پاس جانے کی ھمت نہ تھی ۔

میں نے دل ھی دل میں سوچا کہ مدینہ جا کر امام موسی کاظم علیہ السلام کا رقعہ لے آؤں (اس وقت آقا گھر پر تھے) میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ھوا اور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔ آپ نے تین چار جملے تحریر فرمائے جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ ھمارا حکم ھے کہ اس مرد مومن کی مشکل حل کی جائے ۔ آخر میں آپ نے لکھا کہ مومن کی مشکل کو حل کرنا اللہ کے نزدیك بہت ھی پسندیدہ عمل ھے ۔وہ خط لے کر چھپتے چھپاتے ا ھواز آیا۔ اب مسئلہ خط پھنچانے کا تھا۔ چناچہ میں رات کی تاریکی میں بڑی احتیاط کے ساتھ گورنر صاحب کے گھر پہنچا۔ دق الباب کیا۔ گورنر کا نوکر باہر آیا میں نے کہا اپنے صاحب سے کھہ دو کہ ایك شخص موسیٰ ابن جعفر (ع) کی طرف سے آپ کو ملنے آیا ھے ۔ میں نے دیکھا کہ گورنر صاحب فوری طور پر خود دروازے پر آگئے۔ سلام ودعا کے بعد آنے کی وجہ پوچھی میں نے امام علیہ السلام کا خط اس کو دے دیا۔ اس نے خط کو کھول کر اپنی آنکھوں پر لگایا اور آگے بڑھ کر مجھے گلے لگایا اور میری پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد مجھے اپنے گھر میں لے گیا۔ اور مجھے کرسی پر بٹھایا اور خود زمین پر بیٹھ گیا۔ بولا کیا تم امام علیہ السلام کی خدمت اقدس سے ھو کر آئے ھو ؟ میں نے کہا جی ھاں پھر گورنر بولا کی آپ نے انھیں آنکھوں سے امام علیہ السلام کی زیارت کی ھے ۔ میں نے کہا جی ھاں۔ پھر کہا آپ کی پریشانی کیا ھے ؟میں نے اپنی مجبوری بتائی۔ آپ نے اسی وقت افسروں کو بلایا اور میری فائل کی درستگی کے آرڈر جاری کیے۔ چونکہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مومن کو خوش کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ھو تی ھے گورنر صاحب جب میرا کام کرچکے تھے تو مجھ سے بولے ذرا ٹھر جاؤ میں آپ کی خدمت کرنا چاھتا ھو ں، وہ یہ کہ میرے پاس جتنا سرمایہ ھے اس کا آدھا حصہ آپ کو دیتا ھو ں، میری آدھی رقم اور میرا آدھا سرمایہ آپ کا ھے ۔ وہ مومن روایت کرتا ھے کہ ایك تو میری بہت بڑی مشکل حل ھو چکی تھی دوسرا گورنر صاحب نے مجھے امام علیہ السلام کی برکت سے مالا مال کردیا تھا۔ میں گورنر کو دعائیں دیتا ھوا گھر واپس آگیا۔ ایك سفر پہ میں امام (ع) کی خدمت اقدس میں گیا تو سارا ماجرہ عرض کیا آپ علیہ السلام سن کر مسکرا دیئے اور خوشی کا اظھار فرمایا۔

مسند خلافت کے واقعی حقدار :

مورخین نے مامون سے نقل کیا ھے کہ میں ایك مرتبہ اپنے بابا کے ھمراہ حج پر گیا اس وقت میں بچہ تھا سب لوگ بابا سے ملنے کیلئے آجار ھے تھے ۔ خاص طور پر علماؤ، مشائخ اور زعمائے ملت کی خلیفہ وقت کے ساتھ خصوصی میٹنگیں تھیں ۔ بابا کا حکم تھا کہ جو بھی آئے سب سے پھلے اپنا تعارف خود کروائے، یعنی اپنا نام تمام شجرہ نسب بیان کرے تاکہ خلیفہ کو معلوم ھو کہ یہ قریش سے ھے یا غیر قریش ھے ۔ اگر انصار میں سے ھے تو خرزی قبیلہ سے ھے یا اوسی قبیلہ سے۔ سب سے پھلے نوکر اطلاع کرتا کہ آپ کو فلاں شخص، فلاں کا بیٹا ملنے آیا ھے ۔ ایك روز نوکر آیا اس نے بابا سے کہا کہ آپ سے ایك نوجوان ملنے آیا ھے ، اور کھتا ھے کہ وہ موسی ابن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی ابن ابی طالب (ع) ھے ۔ اس نے اتنا ھی کھنا تھا کہ میرا بابا اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا کہ ان سے کھو کہ تشریف لے آئیں۔ پھر بولا کہ ان کو سواری

سمیت آنے دیا جائے اور همیں حکم دیا کہ اس عظیم القدر شهزادے کا استقبال کیا جائے۔ جب هم استقبال کیلئے گئے تو دیکھا کہ عبادت وتقویٰ کے آثار آپ کی پیشانی سے جھلك ر هے تھے۔ چهره اقدس پر نور هی نور تھا۔ ان کو دیکھتے هی هر انسان نجوبی سمجھ جاتا تھا کہ یہ نوجوان انتهائی پر هیزگار اور متقی شخص هے ۔ بابا نے دور سے زور سے آواز دی کہ آپ کو قسم دیتا هو ں کہ آپ سواری سمیت آئیں۔ وہ نوجوان چند قدم سواری سمیت آیا هم جلدی سے دوڑے اور اس کی رکاب پکڑ کر اس کو نیچے اتارا۔ انهوں نے انتهائی شائستگی و متانت سے سب کو سلام کیا۔ بابا نے ان کا بهت زیاده احترام کیا ان کی اور ان کے بچوں کی خیر خیریت دریافت کی۔ پھر پوچھا کوئی مالی پریشانی تو نهیں هے ۔ انهوں نے جواب میں کہا الحمد لله میں اور میرے اهل و عیال سب ٹھیك هیں۔ اور کسی قسم کی پریشانی نهیں هے ۔ جب وہ جانے لگے تو بابا نے هم سے کہا جاؤ ان کو گھوڑے پر سوار کراؤ۔

جب میں ان کے قریب گیا تو آهستگی سے مجھ سے کہا کہ تم ایك وقت خلیفه بنو گے میں تم کو ایك نصیحت کرتا هوں کہ میری اولاد سے برا سلوك نہ کرنا۔ مجھے پتہ نهیں تھا کہ یہ کون هیں۔ واپس آیا میں تمام بھائیوں کی نسبت زیاده جرات مند تھا۔ موقع پا کر بابا کے پاس آیا اور کہا کہ جس کا آپ اتنا زیاده احترام کر ر هے تھے وہ تھا کون؟ بابا مسکرا کر کهنے لگے بیٹا اگر تو سچ پوچھتا هے تو جس مسند پر هم بیٹھے هیں یہ ان هی کی تو هے ۔ میں نے کہا کیا آپ جو کهه ر هے هیں دل سے کهه ر هے هیں؟ بابا نے کہا کیوں نهیں۔ میں نے کہا پس خلافت ان کو دے کیوں نهیں دیتے؟کہا کیا تو نهیں جانتا کہ "الملك عقیم"؟ تو میرا بیٹا هے اگر مجھے پتا چلے کہ میری حکومت کے خلاف تیرے دل میں فطور پیدا هوا هے اور تو میرے خلاف سازش کرنا چاهتا هے تو تیرا سر قلم کر دوں گا۔ وقت گزرتا رہا ہارون لوگوں کو انعامات سے نوازتا رها۔ پانچ هزار سرخ دینار ایك شخص کی طرف اور چار هزار دینار کسی دوسرے شخص کی طرف۔ میں نے سمجھا کہ بابا جس شخصیت کا حد سے زیاده احترام کر ر هے تھے ان کی طرف بھی زیاده مقدار میں بھیجیں گے لیکن اس نے ان کی طرف سے سب سے کم رقم ارسال کی یعنی دوسو دینار۔ میں نے وجہ پوچھی تو بابا نے کہا کیا تو نهیں جانتا کہ یہ همارے رقیب هیں سیاست کا تقاضا یہ هے کہ یہ همیشہ تنگدست رهیں۔ ان کے پاس پیسہ نہ هو کیونکہ اگر ان کے پاس دولت آگئی تو ممکن هے ایك لاکھ تلوار کے ساتھ تمهارے بابا کے خلاف انقلاب برپا کردیں ۔

امام علیہ السلام مختلف زندانوں میں:

آخر کار سن 179 ھ کو رمضان کے مہینے میں هارون رشید،عمره کرنے کیلئے مکہ میں داخل ہواور وہاں سے مدینہ چلا گیا اور امام موسی کاظم (ع) کو گرفتار کرکے قید خانے میں ڈالنے کا حکم صادر کیا، اس وقت اما موسی کاظم (ع) اپنے جد گرامی رسول خدا کے روضے میں نماز و دعا میں مشغول تھے اور وہیں پر هارون رشید کے سپاہیوں نے امام (ع) کو گرفتار کرکے هارون کے پاس لے گئے.

هارون رشید نے حکم دیا کہ امام موسی کاظم کو ہتھکڈیاں اور بیڈیاں پہنا کر عراق کے زندان میں منتقل کیا جاۓ اور لوگوں کی مخالفت سے بچنے اور انکو گمراہ کرنے کیلئےدو محمل بنائےگئے ایک کو بغداد کی طرف اور دوسرے کو بصره کی طرف روانہ کیا گیا،امام (ع) کو بصره میں رکھا گیا هارون کے سپاہیوں نے 7 ذیحجہ سن 179 ھ کو بصره میں امام (ع) کو هارون رشید کے چچیرے بھائی عیسی بن جعفر بن منصور دوانقی کے تحویل میں دے دیا اور اس نے آنحضرت کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں قیدی بنائے رکھااور پہلے پہلے امام کے ساتھ نہایت سختی کے ساتھ رفتار کرتا تھا مگر جب امام (ع) کی عبادت اور راز و نیاز کا حال مشاهده کیا تو امام کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنے لگا اور هارون کو لکھا کہ امام کو اس کے گھر سے نکال لیں اگر ایسا نہ کیا تو میں امام کو آزاد کر

لوں گا ھارون نے مجبور ہو کر امام کو وہاں سے نکالنے اور بغداد میں فضل بن ربیع کے قید خانے میں رکھنے کا حکم صادر کیا، جس دوران امام کو فضل بن ربیع کے قید خانے میں تھے ہارون نے اسے امام کو شہید کرنے کو کہا مگر وہ ایسا کرنے سے کتراتا رہا،
هارون نے امام کو فضل بن ربیع کے قید خانے سے نکلواکر فضل بن یحیی برمکی کے گھر میں قیدی بنائےرکھنے اور امام کو شہید کرنے کو کہا لیکن اس نے بھی ایسا کرنے کی جرئت نہ کی بلکہ امام کے نسبت زیادہ سے زیاردہ احترام اور اکرام کرنے لگا ،ھارون فضل کے ایسے رفتار سے اس پر خفا ہوا اور حکم دیا کہ فضل کو سو کوڑے مار کر تمام عہدوں سے برکنار کیا جائے اور امام موسی کاظم علیہ السلام کو سندی بن شاھک کے زندان میں منتقل کیا گیا اور وہاں پر اس نے مسلسل امام پر شکنجہ اور اذیتیں کرتا رہا

یہ انتہائی ظالم اور سفاك آدمی تھا اور مسلمان بھی نہ تھا، اس لیے امام علیہ السلام کے بارے میں اس کے دل میں ذرا بھر رحم نہ تھا۔ اس لئے امام علیہ السلام پر سختی کی جانے لگی اس کے بعد میرے آقا نے کسی لحاظ سے سکون نہیں دیکھا ۔ مرزا دبیر کہتے ہیں:
مولا پہ انتہائے اسیری گزر گئی ۔
زندان میں جوانی و پیری گزر گئی

ہارون کا امام علیہ السلام سے تقاضا:

امام علیہ السلام کے زندان میں آخری دن تھے، یہ تقریباً شہادت سے ایك ھفتہ پہلے کی بات ھے۔ ھارون نے یحییٰ برمکی کو امام علیہ السلام کے پاس بھیجا اور انتھائی نرم اور ملائم لھجہ کے ساتھ اس سے کھا کہ میری طرف سے میرے چچا زاد بھائی کو سلام کھنا اور ان سے یہ بھی کھنا کہ ھم پر ثابت ھو چکا ھے کہ آپ بے قصور ھیں آپ کا کوئی گناہ نھیں ھے لیکن افسوس کہ میں نے قسم اٹھا رکھی ھے کہ اس کو توڑ نھیں سکتا۔ میری قسم یہ کہ جب تك آپ اپنے گناہ کا اعتراف نہ کریں گے اور مجھ سے معافی نھیں مانگیں گے تو آپ کو آزاد نھیں کروں گا اور کسی کو پتہ بھی نہ چلے آپ صرف یحییٰ کے سامنے اعتراف جرم کرلیں۔ میرے سامنے معافی مانگنے کی بھی ضرورت نھیں ھے۔ یہ بھی ضروری نھیں ھے کہ اعتراف جرم کے وقت بھت سے لوگ موجود ھوں میں تو صرف اتنا ھی چاھتا ھوں کہ اپنی قسم نہ توڑوں۔ آپ یحییٰ برمکی کے سامنے اعتراف گناہ کر لیں اور صرف اتنا کھہ دیں کہ معافی چاھتا ھوں، میں نے غلطی کی ھے مجھے معاف کر دیجئے تو میں آپ کو آزاد کردوں گا۔ اس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیے اور میں آپ کی ھر طرح کی خدمت کروں گا۔
اب اس استقامت کوہ گراں کی طرف دیکھئے۔ یہ شفیع روز جزاء کیوں ھیں؟ یہ شھید کیوں ھو جاتے ھیں؟ یہ ایمان اور اپنے نظریہ کی پختگی کی وجہ سے شھید کیے گئے اگر یہ سب آئمہ اپنے موقف کو بدل دیتے اور حکام وقت کی ہاں میں ہاں ملاتے تو ھر طرح کا آرام و سکون حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن رات اور دن اور حق و باطل، روشنی اور تاریکی، سچ اور جھوٹ ایك جگہ پر جمع نھیں ھوسکتے۔ بھلا امام وقت کسی حاکم وقت کے ساتھ کس طرح سمجھوتہ کر سکتا ھے؟! آپ نے یحیٰ کو جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ ھارون سے کھہ دینا کہ میری زندگی کے دن ختم ھو چکے ھیں اس کے بعد تو جان اور تیرا کام جانے۔ ھم نے جو کرنا تھا وہ کرچکے۔

امام موسی کاظم علیه السلام کی شھادت :

کئی سالوں کی اذیت اور آزار کے بعد ھارون کے حکم سے امام کوانگور یا خرمے میں زہر ملا کر 25 رجب سن 183 ھ کو شہید کیا گیا،
امام موسی کاظم علیہ السلام کو شہید کرنے کے بعد سندی بن شاھک نے بغداد کے بزرگوں قاضیوں اور فقھا کو فریب کارانہ انداز میں بلا کر امام کا جسد مبارک دکھلا کر کہا کہ آپ مشاھدہ کر سکتے ہیں کہ امام پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوئی ہے بلکہ طبیعی طورپر آنحضرت کی موت واقع ہوئی ہے اور امام کے پیکر پاک کو بغداد کے پل پر رکھ کر آواز دیتا تھاکہ لوگو دیکھو یہ ہے موسی ابن جعفر،جو دنیا سے کوچ کر گیا ہے ـ

امام علی رضا علیہ السلام کفن و دفن اور نماز کے لئے مدینہ منورہ سے با اعجاز پہنچ گئے۔آپ نے اپنے والد ماجد کو سپرد خاک فرمایا۔
تدفین کے بعد امام علیہ السلام مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے ۔ جب مدینہ والوں کو آپ کی شہادت کی خبر ملی تو کہرام برپا ہو گیا ۔ نوحہ و ماتم اور تعزیت کا سلسلہ مدتوں جاری رہا۔

امام موسی ابن جعفرعلیہما السلام کے حکمت آمیز اقوال:

- صالح افراد کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا فلاح اور بہبود کی طرف دعوت دیتاہے۔علماءکا ادب کرنا عقل میں اضافہ کا سبب ہے۔
- جو شخص اپنے غیظ و غضب کو لوگوں سے روکے تو قیامت میں خدا اس کواپنے غضب سے محفوظ رکھے گا۔
- معرفت الٰہی کے بعد جو چیزیں انسان کو سب سے زیادہ خدا سے نزدیك کرتی ہیں وہ نماز ، والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ، حسد نہ کرنا، خود پسندی سے پرہیز کرنا، فخر و مباہات سے اجتناب کرنا۔
- مخلوقات کا نصب العین اطاعت پروردگار ہے ۔ اطاعت کے بغیر نجات ممکن نہیں ۔ اطاعت علم کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے ۔ علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ علم عقل کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے ۔ علم تو بس عالم ربانی کے پاس ہے ۔عالم کی معرفت اس کی عقل کے ذریعہ سے ہے۔
- تمھارے نفس کی قیمت تو بس جنت ہے۔پس اپنے کو جنت کے علاوہ کسی اور چیز کے بدلے نہ فروخت کرو۔
- نعمت اس شخص کے پاس رہتی ہے جو میانہ روی اور قناعت کو اپناتاہے ۔اور جو شخص بے جا مصرف اوراسراف کرتا ہے تو اس سے نعمت دور ہوجاتی ہے۔
- امانت داری اور سچائی رزق مہیا کرتے ہیں ۔خیانت اور جھوٹ فقر اور نفاق پیدا کرتے ہیں ۔
- عاقل وہ ہے جسے رزق حلال شکر سے باز نہیں رکھتا اور نہ کبھی حرام اس کے صبر پر غالب آتا ہے ۔
- علی بن یقطین سے فرماتے ہیں: ظالم بادشاہ کی نوکری کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے ساتھ احسان کرو۔
- جو شخص حمد و ثنائے پرور دگار اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجے بغیر دعا مانگتا ہے وہ بالکل اس شخص کے مانند ہے جو بغیر ہدف کے تیر چلائے۔
- غور فکر کرنا نصف راحت ہے اور لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے کیوں کہ لوگ تمھیں تمھارے عیوب سے آگاہ کریں گے ۔ اور یہی لوگ تمھارے حقیقی مخلص ہیں۔
- وہ شخص ہم سے نہیں ہے (ہمارا دوست نہیں ہے) جو اپنی دنیا کو دین کے لئے ترک کر دے یا اپنے دین کو دنیا کے خاطر ترک کردے ۔

-ليس منا من لم يحاسب نفسه كل يوم " جو شخص هر روز اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے وہ هم میں سے نهیں هے ۔

-" اياک ان تمنع فی طاعت الله، فتنفق مثليه فی معصية الله " اطاعت خدا میں مال خرچ کرنے سے پرهیز نہ کرو ، ورنہ دو برابر خدا کی معصیت میں خرچ هو جائے گا ۔
-" ان الزرع ينبت فی السهل و لا ينبت فی الصفا فکذالک الحکمة تعمر فی قلب المتواضع و لا تعمر فی قلب المتکبر الجبار !" جس طریقے سے زراعت نرم زمین میں هوتی هے نہ کہ سخت زمین میں، اسی طرح سے علم و حکمت متواضع انسان کے دل میں پروان چڑهتے هیں نہ کہ متکبر و جبار کے ۔

- المؤمن مثل کفتی الميزان کلما زيد فی ايمانه زيد فی بلائه "مومن ترازو کے دو پلڑوں کے مانند هے جتنا ایمان میں اضافہ هو گا اتنا بلا و مصیبت میں بهی اضافہ هو گا ۔

- المصيبة للصابر واحدة و للجازع اثنتان صبر کرنے والوں کے لئے ایک مصیبت هے لیکن جزع وفزع کرنے والوں کے لئے دو مصیبتیں هیں ۔

---

[1] -) اصول کافی، ج 1 ص 477.

[2] - اصول کافی، ج 1 ص 385، حدیث 1، باب موالید ائمه و المحاسن ص 314.

[3] - 129 هجری بهی نقل هوا هے کافی ج 1 ص 476، بحار الانوار ج 48 ص 2، ارشاد مفید ص 269، کشف الغمه ج 2، ص 212 و اعلام الوری ص 286، و 310،

[4] - مناقب ابن شهرآشوب، ج 2 ص 382، کشف الغمة، ج 2 ص 212، الارشاد مفید ص 270 و فصول المهمة، ص 214.

[5] - محاسن برقی، ج 2، ص 314.

[6] - اصول کافی، ج 1، ص 310.

[7] - ابو عباس أحمد بن محمد بن محمد بن علی إبن حجر الهيتمی؛ الصواعق المحرقة، ج2، ص590-593؛ تحقيق : عبدالرحمن بن عبدالله الترکی وکامل محمد الخراط ، مؤسسة الرسالة – بيروت، اول ، 1997م.

[8] - عبد الرحمن بن علی بن محمد أبو الفرج؛ صفة الصفوة؛ تحقيق : محمود فاخوری - د.محمد رواس قلعه جی، دار المعرفة – بيروت ، دوم ، 1399ق – 1979م.

[9] - ذهبی؛ ميزان الاعتدال ، ج 4 ، ص 204؛ بيروت ، دار المعرفة ، { بی تا }.

[10] - احمد بن ابی یعقوب ؛ تاریخ الیعقوبی ، ج2 ، ص414 ، قم ، مؤسسه و نشر فرهنگ اهلبیت .

[11] - نقل از مسند الامام الکاظم ، ج1، ص 6 . عطاردی ، عزیز الله ، مسند الامام الکاظم ، اول ، مشهد ، 1409ق .

[12] - عبد الرحمن بن علی بن محمد أبو الفرج؛ صفة الصفوة؛ تحقیق : محمود فاخوری - د.محمد رواس قلعه جی، دار المعرفة – بیروت ، دوم ، 1399ق – 1979م * عبد الرحمن بن علی بن محمد أبو الفرج؛ صفة الصفوة؛ تحقیق : محمود فاخوری - د.محمد رواس قلعه جی، دار المعرفة – بیروت ، دوم ، 1399ق – 1979م* مجلسی ، محمد باقر؛ زندگانی حضرت امام موسی کاظم علیه السلام(ترجمه جلد یازدهم بحار الانوار) ، ص72؛ ترجمه: موسی خسروی، اسلامیه ، تهران، دوم، 1377ش.